قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 27 فروری 2020ء 2 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 50

فرمانِ رسول ﷺ

دعا پر مداومت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی اور قبولیت میں جلدی نہ کرے، اس وقت تک بندہ کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جلدی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ کہے میں نے بار بار دعا کی لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ پھر وہ اس سے نا امید ہو کر دعا مانگنا چھوڑ دے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعا)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

صدق اور وفا سے دعا کرو

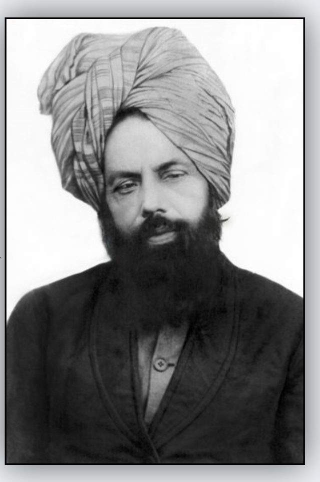

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

- ”مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں، تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دُعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دُعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دُعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اُٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھریوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دُعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا... دُعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دُعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دُعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دُعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے... غرض دُعا وہ اِکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دُعا کے ساتھ رُوح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ حضرتِ اَحدیت پر گرتی ہے۔“

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 ص 222، 223)

- ”اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔“

(ملفوظات جلد سوم ص 232)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۸﴾

(الکھف:108)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے مہمانی کے طور پر فردوس کی جنتیں ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

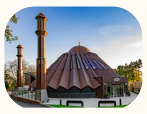

دعا کا ہتھیار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والوں کا ہتھیار ہی یہ دعا ہے کہ اس کے بغیر ہمارا گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اگر تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تو اس وجہ سے تھی کہ آپؐ کے خلاف تلوار اٹھائی گئی تھی۔ لیکن اِس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو صرف دعا ہی کا ہتھیار دیا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے سختی سے اس بارہ میں فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا، توپ کا یا اور کسی قسم کے ہتھیار کا جہاد قطعاً منع ہے اور یہ کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ سب کچھ اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ اب اس زمانہ میں اگر فتح ملنی ہے اسلام کا غلبہ ہونا ہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے، نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 28 نومبر 2003ء)

اس شمارہ میں

- نظم۔ جامعہ احمدیہ
- حضرت مسیح موعودؑ اور ہمدردی خلق
- جلسہ سالانہ قادیان کی یادیں
- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حروف مقطعات
- جلسہ ٹوگو

دربارِ خلافت

قرآن کریم کی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’رمضان کے مہینے میں قرآنِ کریم نازل ہونا شروع ہوا۔ اس لحاظ سے قرآنِ کریم کا اور رمضان کے مہینے کا ایک خاص تعلق ہے، لیکن اس تعلق کا فائدہ تبھی ہے جب ہم رمضان کے مہینے میں قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے احکامات پر غور کریں اور اُن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ ورنہ جس مقصد کے لئے قرآنِ کریم نازل ہوا وہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن کا مقصد تھا وحشیانہ حالت سے انسان بنانا۔ انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو اور پھر باخدا انسان بنانا۔‘‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ قرآنِ کریم میں عملی اور علمی تکمیل کی ہدایت ہے۔ چنانچہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ: 6) میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ: 7) میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہوجائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجودنہیں ہیں۔ وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے۔ جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے...‘‘ فرمایا کہ ’’قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اُس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کرلیتا ہے اور خداتعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیداہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کیے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جوقرآن شریف میں دی گئی ہے، بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ اُن میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 121-122 ایڈیشن 2003ء)

پس اگر قرآنِ کریم کا حق ادا کرتے ہوئے قرآنِ کریم کو پڑھا جائے اور پھر اُس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف توجہ ہو تو عملی طور پر بھی ایک نمایاں تبدیلی انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ اخلاق قدریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ وحشیانہ حالت سے نکل کر ایسا شخص جس نے قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کیا ہو، مہذب اور باخدا انسان بنتا ہے اور باخدا انسان وہ ہوتا ہے جس کا خداتعالیٰ سے ایک خاص اور سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے، جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں شجرہ طیبہ کی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَصۡلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُہَا فِی السَّمَآءِ (ابراھیم: 25) کہ اُس کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہیں اور اُس کی شاخیں آسمان کی بلندی تک پہنچ رہی ہوتی ہیں۔ اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمائی ہے۔ فرمایا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا کہ وہ ایمان جو ہے وہ بطور تخم اور شجر کے ہے اور اعمال جو ہیں وہ آبپاشی کے بجائے ہیں۔ یعنی آبپاشی کی جگہ ہیں، اعمال ایسے ہیں جس طرح کہ پودے کو پانی دیا جائے۔ فرمایا: قرآنِ شریف میں کسان کی مثال ہے کہ جیسا وہ زمین میں تخم ریزی کرتا ہے، ویسا ہی یہ ایمان کی تخم ریزی ہے۔ وہاں آبپاشی ہے، یہاں اعمال۔ فرمایا: پس یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے۔ یعنی اُس میں پانی اور نہریں نہ ہوں، دریا نہ ہو۔ فرمایا: جو درخت لگایا جاتا ہے اگر مالک اُس کی آبپاشی کی طرف توجہ نہ کرے تو ایک دن خشک ہو جائے گا۔ اسی طرح ایمان کا حال ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا (العنکبوت: 70) یعنی تم ہلکے کام پر نہ رہو بلکہ اس راہ میں بڑے بڑے مجاہدات کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 26جولائی 2013ء)

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوتے وقت

دل حزیں ہے آج تجھ کو چھوڑ کر جاتے ہیں ہم
تجھ سے وہ رشتہ پرُانا توڑ کر جاتے ہیں ہم

یاد ہے اک ایک لمحہ جو گزارا تھا یہاں
کیا ہی اچھا وقت تھا گزرا جو تیرے درمیاں

بے ہنر تھا ناسمجھ تھا جبکہ یاں آیا تھا میں
ہاں مگر اخلاص سے بھرپور دل لایا تھا میں

علم کی دولت سے دامن تو نے میرا بھر دیا
واقفِ اسرارِ عالم تو نے مجھ کو کردیا

ہیں سبھی تعریف کے قابل اساتذہ کرام
جن کے ہاتھوں نے پلائے اُلفتِ احمد کے جام

رفعتیں جن کی ثریا سے فزوں تر ہو گئیں
ہر قدم پر جن کی باتیں میری رہبر ہو گئیں

کیا کریں مجبور ہیں اب چھوڑ کر جاتے ہیں ہم
تجھ سے وہ رشتہ پرانا توڑ کر جاتے ہیں ہم

مجھ سے بڑھ کر آئیں گے، طلّاب بے شک آئیں گے
علم سے بھر کر وہ دامن اپنا واپس جائیں گے

شمسؔ بے مایہ خدا سے کرتا ہے یہ التجا
اپنی رحمت سے تجھے آباد رکھے وہ سدا

تجھ پہ ہو بارش خدا کے فضل کی لیل و نہار
رحمتِ مولیٰ رہے تجھ پر سدا لیل و نہار

ڈاکٹر محمد جلال شمس ۔ لندن

درثمین احمد ۔ جرمنی

حضرت مسیح موعودؑ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی

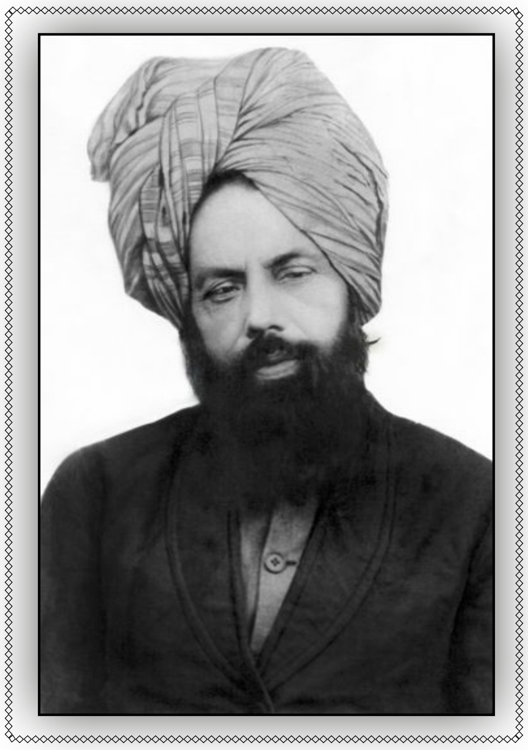

قادیان کی گمنام اور چھوٹی سی بستی میں قوم برلاس کے رئیس مغل گھرانے میں ایک ایسی عظیم الشان ہستی نے جنم لیا جس کو اپنے ظاہری خاندانی جاہ وجلال اور زمین و جائیداد سے کوئی دلچسپی نہ تھی ،کاروبار دنیا سے جسے کوئی سرو کار نہ تھا ۔اور اس کا زیادہ تر وقت ذکر الٰہی اور قرآن کریم کے تدبر ،تفاسیر اور احادیث کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا ۔جس کا جواب دنیاوی امور کے بارے میں یہ ہوا کرتا تھا ۔کہ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہوچکا ۔اس وقت کون جانتا تھا کہ یہ عظیم الشان انسان جو کہ خدا کے گھر کا نوکر ہوچکا ہے،آسمانی بادشاہت کا وارث ٹھہرنے والا ہے ۔اس کو بشارت مل چکی تھی کہ اب سے صرف اللہ اس کے لئے کافی ہے ۔خدا نے اسے برکت دی اور وہ وقت آنے آچکا ہے کہ جب بادشاہ بھی اس کے کپڑوں سے برکت دھونڈتے ہیں ،دنیا کے ہر کونے سے لوگ اس کے در پر حاضر ی دینے کے لئےآنے والے ہیں وہ تو اپنا مکان وسیع کرنے والا ہے وہ جس کا اپنا دسترخوان ٹکڑے ہیں اب دنیا کی قومیں اس کے دسترخوان سے کھانے والی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اور وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں ،یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

(الدھر : 9)

اس بارے میں خود آپؑ کا بیان ہے :’’قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاداور دیگر اقرباء اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں۔ میں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور کتاب میں لکھے گئے ہوں‘‘ (چشمہ معرفت ،روحانی خزائن جلد نمبر 23صفحہ 208)

یہ تو وہ ہیں جس کے عہد پر رسولوں کو بھی فخر ہے ۔خدا اپنے گروہ کے ساتھ اس کی تائید کو آنے والا ہے جس کے آنے کی خبر امتِ محمدیہ ﷺ کے مجددِ دین بھی دے رہے ہیں ۔ایسے وقت میں جب برصغیر میں مذاہبِ باطلہ دینِ حق پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے تو خدا کا یہ پہلوان تنِ تنہا سپر بن کر ان کا منہ توڑ جواب دے رہا تھا ۔آپؑ کے اس عظیم الشان کارنامے پر کیا اپنے کیا غیر تمام اہلِ حق یک زبان ہو کر آپؑ کی تائید کے گُن گا رہے تھے ۔وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھا۔اور مجسم خدا کی قدرت تھا ،ان کا خدا سے ایک زندہ تعلق تھا اور وہ ان سب کی امیدوں اور نگاہوں کا مرکز تھے جن کے درمیان وہ اپنی پاک زندگی بسر کر چکاتھا ان سب کی یہی پکار تھی۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

خدا کی اس منادی کی زمین وآسماں ،کون و مکاں بھی گواہی دینے لگے کہ یہی ہے ہمارا مہدی و مسیح جس کا انتظار مدتوں سے تھا ۔یہی ہے امام کامگار جس کا نزول مبارک اور مقدر تھا ۔جس کی بدولت گمنام بستی میں انوار کا سیل رواں ہوگیا۔اور جس کے پہلو میں آتے ہی لوگ اپنے وطنوں کو بھول جاتے ۔آپؑ کے عاشقوں کا یہ عالم تھا کہ مانند پروانہ اپنی شمع کے گرد منڈلاتے یہاں تک کہ ان کو اپنی ہوش نہ رہتی ۔ایسے عاشقوں کے محبوبؑ کا یہ عالم تھا کہ اس کی ذات کا رُواں رُواں مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے لیے وقف تھا ۔

حضرت مولوی شیر علی سے روایت ہے کہ ’’حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت اور مجلس میں بیٹھنے سے دل میں خوشی اور بشاشت اور اطمینان پیدا ہوتے تھے اور خواہ انسان کتنا بھی متفکراور غمگین یا مایوس ہو آپؑ کے سامنے جاتے ہی قلب کے اندر مسرت اور سکون کی ایک لہر دوڑ جاتی تھی ۔‘‘

(از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 357روایت397)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہ ہمدردی خلق آپ کی تحریرات کی روشنی میں

آپؑ نہ صرف خود بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول رہتے بلکہ اپنے رفقاء کو بھی اس کی عمومی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔’’حدیث میں بھی ذکر آتاہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھاکہ ایام جاہلیت میں میں نے بہت خرچ کیا تھا ،کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہو گا ؟آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعلِ اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا ۔اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہوتی ہے ۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 216)

ایک اور جگہ آپؑ بیان کرتے ہیں ’’ کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو دردہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں ۔یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرواپنے تو درکنار میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرولاابالی مزاج ہر گز نہیں ہونا چاہئے۔ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جارہا تھا ،ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں راستہ میں ایک بڑھیا 70 یا 75برس کی ضعیفہ ملی ا س نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر اسے ہٹادیامیرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجھے دے دیا ۔میں اس کو لے کر ٹھہر گیا ،اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا ۔اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑاکیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 82,83)

آپؑ فرماتے ہیں :’’ اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے سب ترساں رہواور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں ۔کسی پر ظلم نہ کرو ۔نہ تیزی کرو۔نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے ۔اگر حرارت کی طرف تمہارا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلتی ہے ۔یہ مقام نازک ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1صفحہ 8،9)

اسی طرح ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں ’’اس کے بندوں پر رحم کرو ان پر زبان یا ہاتھ کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کروگو اپنا ماتحت ہو، کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو ۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤتا قبول کیے جاؤ...بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرونہ ان کی تحقیراور عالم ہوکر نادانوں کو نصیحت کرونہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبرہلاکت کی راہوں سے ڈرو...‘‘

(کشتی نوح ،روحانی خزائن جلد نمبر 19صفحہ11،12)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:’’ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہوجاتا ہے۔انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت ،سلوک اور احسان سے کا لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں جیسا کہ سعدی نے کہا ہے ۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

میں ...یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔نہیں ۔میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں ‘‘

(بحوالہ ملفوظات جلد 4صفحہ 216 ،217)

ایک اور موقع پہ آپؑ نے فرمایا ۔’’ میں پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ نافع الناس ہیں اور ایمان اور صدق و وفا میں میں کامل ہیں۔وہ یقیناً بچا لئے جائیں گے پس تم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرو ‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 184)

آپؑ فرماتے ہیں ۔’’دراصل خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت بڑی بات ہے خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے ۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اس سے ہمدردی ظاہر کرتا ہے ۔عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہو تا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم اس کے کسی دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے توکیا وہ آقا جس کا وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا ؟ کبھی نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ سلوک ہے ۔خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے ،کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے ۔پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ہمدردی

کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے ۔‘‘

(ملفوظات جلد4صفحہ 215،216)

حضرت اقدسؑ نہم شرطِ بیعت میں فرماتے ہیں ۔’’ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا ‘‘

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ نمبر147، مجموعہ اشتہارات 12 جنوری 1889ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا ہمدردی خلق آپؑ کی ذات کے آئینہ میں یوں تو آپؑ کی زندگی آپؑ کے حسنِ اخلاق کے واقعات سے بھری پڑی ہے مگر ذیل میں خاکسار آپؑ کے حسن سلوک کی چند مثالیں دے گی ۔آپؑ کی زندگی میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپؑ نے خلقِ خدا سے ایسا شفقت و محبت کا سلوک کیا کہ لوگوں نے برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ آپؑ سنتِ رسولﷺ پر کس طور پر عمل پیرا تھے اور خلقِ خدا کی ہمدردی میں شب و روز سے بیگانہ تھے۔

حضرت اقدسؑ کا اپنے خدام سے حسن سلوک

حضرت مفتی محمد صادقؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعودؑ اپنے خدام کے ساتھ بہت بے تکلف رہتے تھے جس کے نتیجہ میں خدام بھی حضورؑ کے ساتھ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ میں لاہور سے حضورؑ کی ملاقات کے لئے آیااور وہ سردیوں کے دن تھے ۔میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہیں تھی ۔میں نے حضرتؑ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضورؑ رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضورؑ مہربانی کرکے کوئی کپڑا وغیرہ عنایت فرماویں ۔حضرت صاحبؑ نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دُھسا ارسال فرمایا اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دُھسا میرا ہے ۔ان دونوں میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں میں نے رضائی رکھ لی اور دُھسا واپس بھیج دیا نیز مفتی صاحبؓ نے بیان کیا کہ جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضورؑ اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھا نا بھجوایا کرتے ۔چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحبؑ نے اندر سے میرے واسطے کھا نا منگایا جو خادم کھانا ساتھ لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔حضرت صاحبؑ نے اس سے فرمایا کہ مفتی صاحبؓ کس طرح یہ کھانا ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا ۔اچھا میں کچھ انتظام کرتا ہوں ۔اور پھر آپؑ نے اپنے سر کی پگڑی کاایک کنارہ کاٹ کر اس میں کھانا باندھ دیا ...مفتی صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت صاحبؑ نے ایک دفعہ مجھے دو گھڑیاں عنایت فرمائیں اور کہا کہ یہ ایک عرصہ سے ہمارے پاس رکھی ہوئی ہیں اور کچھ بگڑی ہیں آپؑ انہیں ٹھیک کرالیں اور خود ہی رکھیں ‘‘

(از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 391،392روایت433)

آپؑ کا اکرام ضیف اور مہمان نوازی

آپؑ اکرام ضیف اور مہمان نوازی کے لئے کس قدر حوصلہ اور وسعت اپنے قلب میں رکھتے تھے اور آپؑ کا قلبِ مطہر اس بات کو جائز ہی نہ رکھ سکتا کہ مہمان کو کچھ بھی رنج ہو ۔ اسی واسطے آپؑ اپنے اکابر اور صاحبِ حیثیت صحابہ کرام کو خطوط بھی لکھا کرتے تھے تاکہ ان کی مالی معاونت سے خلقِ خدا اور مہمانان کرام کی احسن رنگ میں خدمت ہو سکے اس ضمن میں آپؑ کے ایک مکتوب کا ذکر کرنا چاہوں گی جس میں آپؑ نے مہمانان کی تواضع کے لیے ہونے والے اخراجات کا تذکرہ کیا ہے یہ خط آپؑ نے اپنے مخلص اور فدائی صحابی مکرم حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحبؓ مدراسی کے نام تحریر کیا تھا ۔

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا ...یہ آپ کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات میں آپ کی طرف سے مدد پہنچتی ہے ۔اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے اور اب تک بارش نہیں ہوئی اور اب کی دفعہ ابتلا کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دو سو روپیہ ماہوار کا آتا ہی آتا ہے ۔اب میں خیال کرتا ہوں اور پانچ سو روپیہ آئے گا اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلے گا اور دوسرے اخراجات بھی مہمان داری کے ہوتے ہیں وہ بھی اس کے قریب قریب ہیں چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح کمیاب ہوگئی ہیں اور ایسی کمیاب ہے کہ شائد اب کی دفعہ ڈیڑھ سو یا دو سو روپے ماہواراس کا خرچ ہو...ہماری جماعت میں اہل استطاعت میں سے ایک آپ ہیں جو حتی الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ یا تو نادار ہیں یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا ...میں چاہتا ہوں کہ مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار شائع کروں تا ہر ایک صادق کو ثواب کا موقع ملے اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا بھی ذکر کردوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا ہے اور ہمارے سید ومولی پیغمبر خداﷺ ایسی ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل وجان سے اس راہ میں قربان تھے جو کچھ گھروں میں ہوتا تھا تمام آگے رکھ دیتے تھے ۔غرض اسی طرح کا اشتہار ہو گا ۔

والسلام

خاکسار

26ستمبر 1895

مرزا غلام احمدؑ

(بحوالہ مکتوبات احمد جلد دوئم صفحہ 337)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ رقم کرتے ہیں :’’منشی کپور احمد صاحبؓ کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور ہمارا سامان لا یا جائے۔چارپائی بچھائی جائے۔خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا اسباب اتروائیں ۔چارپائیاں بھی مل جائیں گی ۔دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہوکر واپس روانہ ہوگئے۔...حضرت مسیح موعودؑ کو اس واقعہ کاعلم ہوا توتہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہوگیا حضورؑ ان کے نہایت تیز قدم چل پڑے ۔چند خدام بھی ہمراہ تھے ۔میں بھی ساتھ تھا نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضورؑ آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ۔چنانچہ وہ واپس آئے ۔حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایاکہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے سوار نہ ہوئے اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے ۔حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا ۔حضورؑنے اسی وقت دو نواڑی پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں ۔اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا غرض یہ کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ۔یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ میں منزل پر پہنچ گیا ۔اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقینا اس کی د ل شکنی ہوگی ۔ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے...‘‘

(از سیرت المہدی جلد اول صفحہ نمبر56،57روایت نمبر1069)

حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی اور شفقت کا ایک واقعہ

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف سیرت المہدی میں رقم کرتے ہیں۔ایک اور روایت میں آتا ہے محترمہ مرادبی بی بنت حاجی عبداللہ صاحبؓ ارائیں ننگل نے بواسطہ مکرم مہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ و ا لدہ خلیفہ صلاح الدین صاحبؓ بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’جب میں جوان ہوئی تو ہمارے گاؤں میں کھجلی کی بیماری پھیل گئی تو مجھے بھی پڑگئی۔میں نو مہینے بیمار رہی ۔میرے والد صاحبؓ نے کہا ’’حضرت مسیح موعودؑ کے پاس علاج کے واسطے لے جاؤ ‘‘ میری والدہ مجھے لے کر آئی ۔اس وقت نیچے دلان میں حضورؑ ٹہل رہے تھے۔ ہم کھرلی کے پاس بیٹھ گئے ۔میری ماں نے عرض کی کہ ’’میں اپنی لڑکی کو علاج کے واسطے لائی ہوں ۔حضورؑ دیکھ لیں‘‘حضورؑ نے فرمایا ’’کہ اس وقت فرصت نہیں ہے ‘‘ میں اس کھرلی میں لیٹ گئی اور میں نے کہا کہ میرا علاج کریں نہیں تو میں یہیں مر جاؤں گی (حضرت ام المومنینؓ اب تک میرا کھرلی میں لیٹنا یاد کرتی ہیں)توحضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ’’اچھا لڑکی کو لے آؤ‘‘ آپؑ نے میری حالت دیکھ کر دوا لکھی آنولے ،ہڑیرے،مہندی اور نیم یہ دوا لکھی میری ماں نے کہا کہ یہ لڑکی بڑی لاڈلی ہے ۔کڑوی دوائی نہیں پئے گی حضورؑ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ’’پی لی تو دوائی پی لے گی تو اچھی ہو جاوے گی ‘‘ آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا تھا اور فرمایا کہ’’علی نائی کی دوکان سے یہ دوائیں لاکر مجھے دکھاؤ‘‘میری ماں دوا لائی تو حضورؑ نے دیکھی اور فرمایا ’’اس کا عرق نکال کے اسے پلاؤ‘‘ ۔میری والدہ نے تین بوتلیں عرق کی بنائیں۔میں پیتی رہی اور بالکل اچھی ہوگئی‘‘

(سیرت المہدی جلد دوئم صفحہ نمبر300روایت نمبر 1543)

سائل کو خالی نہ جانے دیا

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف سیرت المہدی میں رقم کرتے ہیں :’’صفیہ بیگم بنت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانویؓ حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سےبیان کیا کہ ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے کرتا مانگتا تھا۔ حضرت صاحبؑ اپنا کُرتا اتار کر دریچہ سے فقیر کو دے دیا ۔والد صاحبؓ مرحوم نے فرمایا کہ اللہ کیسی فیاضی فرمارہے ہیں ‘‘

(از سیرت المہدی جلد دوئم صفحہ نمبر311روایت نمبر1565)

آپؑ کی حیاتِ مبارکہ ایسے بے شمار حسین واقعات سے مزین ہے جن کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ آپؑ خلقِ خدا کی خدمت میں کس طرح شب وروز سے بے نیاز ہوکر مصروف رہا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مسیح پاکؑ کی روحانی اولاد کی حیثیت سے توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی خلق اللہ سے ہمدردی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہوں آمین ۔

******

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو حروف مقطعات کا علم دیئے جانے کی دلچسپ اور ایمان افروز روئیداد

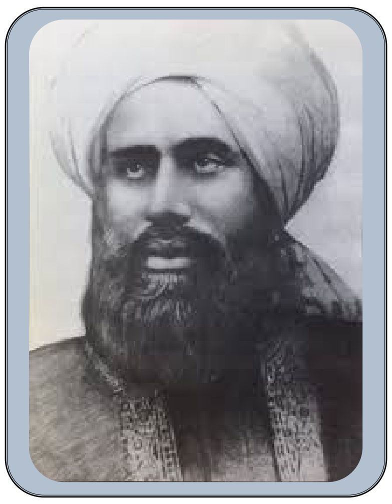

فہم قرآن میں بیّن ترقی

لکھا ہے:

"ایک شخص نے حضرت حکیم الامت سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرکے کیا فائدہ حاصل کیا؟ جواب میں فرمایا۔دنیا سے سرد مہری،رضا بالقضاء کا ابتداء،اخلاص، فہم قرآن میں بیّن ترقی طول امل سے تنفّر اور المنکر سے بحمداللہ حفاظت تامہ کبر، کسل، کذب، عجز، کفر، جبن سے امن تامہ"

(ارشادات نور جلد اول صفحہ 342)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک رویا

"کشمیر میں ایک مولوی عبد القدوس صاحب رہتے تھے وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اور میرے پیر بھائی تھے کیونکہ وہ بھی شاہ جی عبدالغنی صاحب کے مرید تھے اور میں بھی شاہ صاحب کا مرید تھا ان کو مجھ سے خاص محبت تھی اور باوجود ضعف پیری کے میرے مکان پر ترمذی کا سبق پڑھنے آتے تھےمیں نے ایک رؤیادیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا۔ رستہ میں ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام کھیعص ہے میں اپنے اس رؤیاکو بہت ہی تعجب سے دیکھتا تھا۔ جب میں حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوا تو میں نے ان سے اس خواب کا ذکر کیا مرزا صاحب نے فرمایاکہ: آپ کو اس کا علم دیا جائے گا اور وہ لڑکے فرشتے تھے۔ "

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ 172)

دھرم پال کی کتاب ترک اسلام اور رسالہ نور الدین کی تصنیف

حضرت خلیفۃ ال مسیح الاولؓ ریاست کشمیر و جموں کی یادداشتوں کے تسلسل میں فرماتے ہیں۔

"دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ " اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے"جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی ۔ حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ مولا ! یہ منکر قرآن تو ہے۔ گو میرے سامنے نہیں ۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے ۔اسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا۔جس کا ایک شمہ میں نے رسالہ نور الدین میں مقطعات کے جواب میں لکھا ہے اور اس کولکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا۔(مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 172، 173)

حروف مقطعات کی وضاحت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں ۔

"مقطعات کی نسبت اس زمانہ میں اعتراض ممکن تھا کیونکہ آزادی حد سے بڑھی ہوئی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام متمدن قوموں.. میں اس کا رواج دے کر انہیں ملزم کر دیا ۔عرب میں ان مقطعات کا رواج تھا۔دراصل یہ مختصر نویسی کا ایک طریق ہے انگریزی زبان میں بھی اس کی نظیریں موجود ہیں جیسے ایم اے اور بی اے اور ایم ڈی وغیرہ ایک الہام حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا تھاکہ "یلاش" جس کے معنے ہیں یا من لا شریک له غرض ان مقطعات میں باریک اشارات ہوتے ہیں۔

ان مقطعات کو صحابہ کرامؓ نے اسماء الٰہیہ کا جزو مانا ہے اور بعض نے ان پر اسماء الٰہیہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے قسم لی گئی ہے ان کو اسماء السور،اسماء القرآن،مفتاح القرآن بھی کہتے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 23 تا 25)

دراصل قرآن کریم کی 114 سورتوں میں سے 29 سورتوں کے آغاز پر حروف مقطعات آئے ہیں۔مثلاً الم،المص،الر،المر،کھیعص، طٰہ،طسم،طس،یٰس،ص،حم،حم عسق،ق،ن

حروف مقطعات کے اصولی معنوں کی ایک اہم مثال

ارشادات نور جلد اول کے مندرجہ ذیل حوالہ سے حروف مقطعات کے جو اصولی معنے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

حروف مقطعات حم اور عسق کے معانی:

حم،عسق کے معنی حکیم الامت نے یوں فرمائے ہیں

ح ۔ اللہ کے وہ اسماء جو "ح" سے شروع ہوتے ہیں

م ۔اللہ کے وہ اسماءجو "م" سے شروع ہوتے ہیں

ع ۔ اللہ کے وہ اسماء جو عین سے شروع ہوتے ہیں

س ۔ اللہ کے وہ اسماء جو "سین" سے شروع ہوتے ہیں

ق ۔ اللہ کے وہ اسماء جو "قاف" سے شروع ہوتے ہیں

ح ۔ جیسے حکیم،حمید،حلیم،حفیظ

م ، الملک،المؤمن،المھیمن،متکبر،مذل،معز،مجید،محی، ممیت،مقیت،ماجد،مجیب

ع۔علیم،عالم الغیب،العلی،عظیم،عزیز۔ س ۔سلام

ق ۔ قاھر،قھار،قابض،قادر،قریر،قیوم

(ارشادات نور جلد اول صفحہ 141،142)

چند مزید مثالیں

الم : انا اللہ اعلم

المص : انا اللہ اعلم صادق القول صدق الوعد

الر : انااللہ اری(میں اللہ دیکھتا ہوں)المرا : انا اللہ اعلم واری

کھیعص : میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے کبیر،المتعال، کافی،ھادی،یجیر ولا یجار علیہ،عالم عزیز،صادق

... اسمائے الٰہی کریم، ھادی،یجیرولا یجار علیہ

(عالم، عزیزعادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے صادق الوعد (مریم:55)

طسم : ط سے طاھر، س سے سمیع، م سے علیم یا محی

طسم یا ط سے طامع، س سے سید، م محسن، اے محمد ولد آدم تو نیکی کا حریص ہے۔

طسم : لطیف،سمیع،مجید خدا۔۔قیطس : لطیف و سمیع

یس : اے انسان کامل، اے سردار

ص : اللہ کا نام ہے۔ صادق ۔ حم : حمید،مجید،حی و مالک

ق : قیامت ہے اور اس کا شاہد قرآن مجید ہے کہ تم بعد الموت مبعوث ہوگے۔۔ن : دوات

حم عسق : حمید،مجید،علی وعظیم،سمیع و قادر

******

اکنافِ عالم میں بسنے والے احمدی طلباء کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام

پروفیسر محمد شریف خان۔امریکہ

(تعلیم الاسلام کالج کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد)

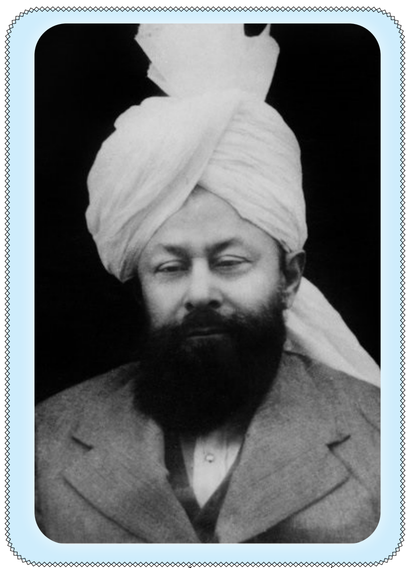

تعلیم الاسلام کالج کی پہلی کانوکیشن منعقدہ 2اپریل 1950ء، زیر صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ، حضور نے اپنی صدارتی تقریر میں نئے فارغ التحصیل ہو نے والے طلباء کو درج ذیل زرّیں نصائح سے نوازا۔

☆ یہ نہ سمجھو کہ اب تعلیم مکمل ہو گئی ہے، بلکہ اپنے علم کو باقاعدہ مطالعہ سے بڑھاتے رہو۔خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق سکون حاصل کرنے کی بالکل کوشش نہ کرو، بلکہ ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ اور قرآنی منشا کے مطابق اپنا قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہو۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ وہ آپکو صحیح کام کرنے، اور صحیح وقت پر کام کرنے اور صحیح ذرائع کو استعال کر نے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اس کام کے صحیح اور اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرے۔

☆ یاد رکھو کہ تم پر صرف تمہارے نفس ہی کی ذمہ داری نہیں۔ تم پر اس ادارے کی بھی ذمہ داری ہے جس نے تعلیم دی ہے اور اُس خاندان کی بھی ذمہ داری ہے جس نے تمہاری تعلیم پر خرچ کیا۔خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ، اور اس ملک کی بھی ذمہ داری ہے کہ جس نے تمہاری تعلیم کا انتظام کیا اور پھر تمہارے مذہب کی بھی ذمہ داری ہے۔

☆ تمہارے تعلیمی ادارے کی جو تم پر ذمہ داری ہے وہ چاہتی ہے کہ تم اپنے علم کو زیادہ سے زیادہ اور اچھے سے اچھے طور پر استعال کرو۔ یونیورسٹی کی تعلیم مقصود نہیں ہے وہ منزلِ مقصود کو طے کر نے کے لئے پہلا قدم ہے۔یونیورسٹی تم کو جو ڈگریاں دیتی ہےوہ اپنی ذات میں کوئی قیمت نہیں رکھتیں بلکہ ان ڈگریوں کو تم اپنے آئندہ اپنے عمل سے قیمت بخشتے رہو۔

☆ ڈگری صرف تعلیم کا ایک تخمینی وزن ہے۔ایک تخمینی وزن ٹھیک بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی ہوسکتا ہے۔محض کسی یونیورسٹی کے فرض کرلینے سے کہ تم کو علم کا ایک تخمینی وزن حاصل ہو گیا ہے تم کو علم کا وہ فرضی درجہ نصیب نہیں ہو سکتا جس کے اظہار کی یونیورسٹی ڈگری کےساتھ کوشش ہوتی ہے۔ اگر ایک یونیورسٹی سے نکلنے والے طالب علم اپنی آئندہ زندگی میں یہ ثابت کریں کہ جو تخمینی وزن ان کی تعلیم کا یونیورسٹی نے لگایا تھا ان کے پاس اس سے بھی زیادہ وزن کا علم موجود ہے۔تو دنیا میں اس یونیورسٹی کی عزت اور قدر قائم ہو جائے گی۔ لیکن ڈگریاں حاصل کرنے والے طالب علم اپنی بعد کی زندگی میں یہ ثابت کر دیں کہ تعلیم کا جو تخمینی وزن ان کے دماغوں میں فرض کیا گیا تھا ان میں اس سے

بہت کم درجے کی تعلیم پائی جاتی ہے۔تو یقیناً لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ یونیورسٹی نے علم کی پیائش کرنے میں غلطی سے کام لیا ہے۔

☆ یادرکھنا چاہئے کی یونیورسٹیاں اتنا طالب علم کو نہیں بناتیں جتنا کہ طالب علم یونیورسٹیوں کو بناتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں یہ کہو لوکہ ڈگری سے طالب علم کی عزت نہیں ہوتی ہے۔پس اپنے پیمانہء علم کو درست رکھنے بلکہ اس کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اپنے کالج کے زمانہ کی تعلیم کو اپنی عمر کا پھل نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ اپنے علم کو کھیتی کا بیج تصور کرنا چاہئے اور تمام ذرائع سے کام لے کر اس بیج کو زیادہ سے زیادہ بارآور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کوشش کے نتیجے میں اُن ڈگریوں کی عزت بڑھے جو تم آج حاصل کر رہے ہو...اور تمہاری قوم تم پر فخر کرنے کے قابل ہو۔

☆تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔دُنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو۔تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے ، ایک غریب ملک ہے۔دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو۔سو اخلاق اور کردار بدلنے ہوں گے۔ اپنے ملک کی عزت اور ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہوگی۔

☆ اپنے ملک کو دُنیا میں روشناس کرانا ہوگا، ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا بھی ایک بڑا دشوار کام ہے۔ لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے بھی دشوار کام ہے اور یہی دشوار کام تمہارے ذمے ڈالا گیا ہے۔

☆تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو۔تمہاری ذمہ داریاں پُرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔انہیں ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے۔ انہیں آباء و اجداد کی سنتیں یا روایتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔تم نے ملک بھی بنانا ہے اور تم نے نئی روایتیں بھی قائم کرنی ہیں۔ایسی روائتیں جن پر عزّت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں اور ان روایتوں کی راہنمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں۔

☆دوسرے ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں مگر تم اسکے مقابلے پر ایک باپ کی حیثّیت رکھتے ہو، وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں۔تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدّنظر رکھنا ہے۔

☆بے شک یہ کام مشکل ہے لیکن اتنا شاندار بھی ہے۔اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کرکے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دو گے تو تمہارا نام اس محبت اور عزت سے لیا جائے گا جس کی مثال آئندہ آنے والوں میں نہیں پائی جائے گی۔

☆ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم ، استقلال اور علوِّ حوصلہ سے قدم مارو۔قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کی عالی ہمت نوجوانوں کی منزلِ اوّل بھی ہوتی ہے اور منزلِ دوم بھی ہوتی ہے، منزلِ سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی...اُن کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہو تا ہے جبکہ وہ کامیاب اور کامران ہوکر اپنے پیدا کر نے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کر تے ہیں، جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

☆پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نو جوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی اُمید کے مرکزو ! قوم کے سپوتو ! آ گے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین ، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔

(الفضل 3- اپریل 1950ء)

****

رانامسرور مبارک

پُرنور جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کی یادیں

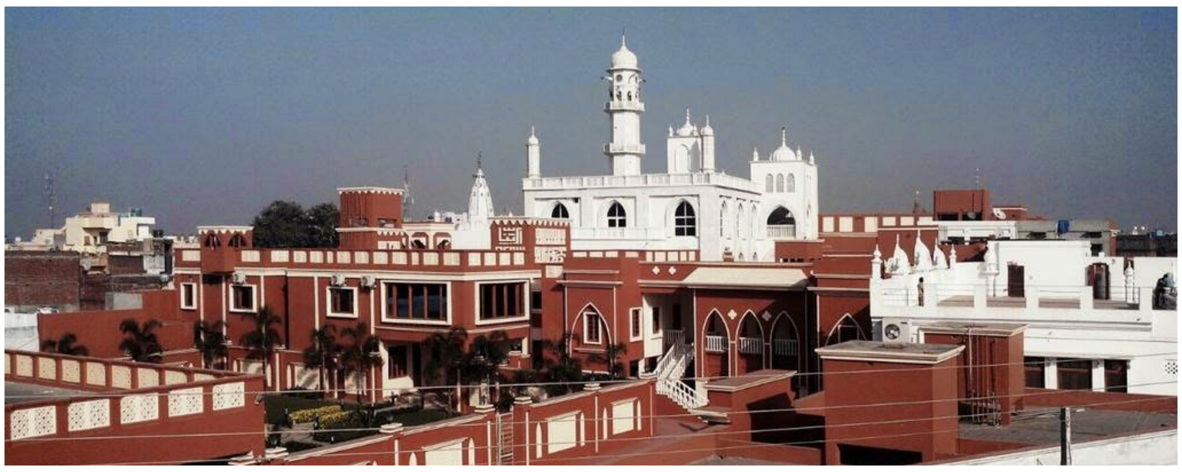

2005ء میں مکرم میر محمود احمد ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے موسم گرما کی چھٹیوں سے قبل یہ اعلان کیا کہ جو قادیان جانا چاہتا ہے وہ اپنا پاسپورٹ بنوالے۔ میں چھٹیوں میں اپنے ابوجان مرحوم کے ساتھ پاسپورٹ بنوانے کے لئے گیا۔ اس وقت میرے والدین لاہور میں مقیم تھےاوراس وقت لاہور میں ایک ہی پاسپورٹ آفس تھا۔پاسپورٹ کے لئے جو ضروری دستاویزات درکار تھیں وہ جمع کروا دیں اور 12 دن کے بعد پاسپورٹ کے ملنے کا انتظار کرنے لگا۔پاسپورٹ لینے کے لئے پہنچا کچھ انتظار کے بعد کھڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ آفیسر نے کھڑکی کھولی اور ٹوکن کے نمبر کے حساب سے آواز دینا شروع کی۔میں نے اپنا پاسپورٹ لیا اور خوشی خوشی گھر کی طرف چل دیا۔ جب میں اپنےسٹاپ پر اُترا تو جیب بالکل خالی تھی اس پر میں خدا کا شکر ادا کیا کہ خیریت سے گھر پہنچ گیاہوں۔

چھٹیوں کے دوران ہی میں نے فارم بھر کر جامعہ میں جمع کروایا۔میرا نام بھی ان چار طلباء میں شامل تھا جن پرخدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا تھا۔اب مرحلہ قادیان جانے کا تھا ۔ خوشی بہت زیادہ تھی۔ یہ میری زندگی کا پہلا جلسہ سالانہ تھا جس میں میں شامل ہورہا تھا۔ میری خوشی کو چار چاند اور خدا تعالیٰ کا خاص الخاص فضل یہ ہواکہ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ ال مسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس اس جلسہ میں شمولیت فرما رہے ہیں۔ حضور انور چونکہ جلسہ سے کچھ دن قبل قادیان تشریف لے آئے تھے اور ایم ٹی اے کی براہ راست کوریج سے جب حضور انور کو دیکھا تو قادیان جانے کے دن گننا شروع کر دیئے۔

خیر 18 دسمبر کا دن آگیا جب بارڈر پار کر کے قادیان کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا ربوہ سے سفر شروع کر کے واہگہ بارڈر پہنچے۔اپنا پاسپورٹ ہاتھ میں تھاما بارڈر پار کیا اور قادیان کی طرف سفر شروع کردیا۔ بارڈر پار کے مناظر ایسے ہی تھے جیسے ہم سیالکوٹ میں اپنے گاؤں کے باہر سے گزر رہے ہوں۔ہرے بھرے، لہلہاتے سرسبز و شاداب کھیت ہمارے گاؤں جیسا ہی منظر پیش کر رہے تھے۔

قادیان سے دو تین کلو میٹر کے فاصلے سے بینارۃ ال مسیح پر پہلی دفعہ نظر پڑتے ہی گاڑی میں موجودتمام مسیح کے پروانوں نے جوشیلے انداز سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جس سے فضا گونج اٹھی۔ راستے میں اتنے نعرے لگائے کہ گلا بیٹھ گیا۔شام کے وقت قادیان دارالامان پہنچے۔ پر دیس میں آ ئے تھے لیکن ذرا بھر بھی ایسا معلوم نہ ہوا کہ گھر سے دور ہیں۔پہلی بار آنے کے سبب معلوم نہ تھا کہ کس طرف جانا ہے کہاں قیام کرنا ہے۔کچھ سینئر طلباء ملے انہوں نے رہنمائی کی کہ رات قیام بہشتی مقبرہ کے خیمہ جات میں کرنا ہے۔اپنے ساز سامان خیمہ میں رکھ کر سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کی اور حدیث کے مطابق اپنے پیارے رسول ﷺ کا سلام پہنچایا۔ اب دل میں یہ خواہش تھی کہ حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ کادیدار ہو اس خواہش کو دل میں لئے بستر پر چلا گیا۔ نیند تو آنے کا نام نہ لے رہی تھی۔سب سے بڑی وجہ حضور انور کا دیدار کرنا تھادوسرا اوپری جگہ تھی تیسرا ٹھنڈ بہت تھی۔ خیر سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے پتا ہی نہیں چلا کہ کب نیند آگئی۔

تہجد کے وقت خود بخود آنکھ کھلی جلدی جلدی وضو کرکے مسجد مبارک پہنچا۔میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ حضور انور کے دیدار کے لئے دیوانہ وار لوگ مسجد مبارک میں پہنچ چکے تھے۔میں اپنی طرف سے بہت جلد جا رہا تھا لیکن مجھے مسجد مبارک کے ستونوں میں جگہ ملی۔ میں زندگی میں پہلی دفعہ اپنی کسی مسجد میں لاؤڈاسپیکر پر اذان سن رہا تھا۔اذان کے بعد حضور انور تشریف لائے اور نماز فجر کی امامت فرمائی۔

آج کے دن حضور انور کا ڈیوٹی والوں سے خطاب بھی تھا۔ خطاب کے وقت حضور انور تشریف لائے جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور کارکنان سے خطاب سے پہلے حضور انور کارکنان کے درمیان تشریف لائے اور تمام ناظمین کو مصافحہ کاشرف بخشا۔ میں چونکہ اپنے ناظم مکرم مرزامحمد الدین ناز کے پیچھے کھڑا تھا حضور انور سے مصافحہ تو نہ کر سکا لیکن حضور انور کو قریب سے دیکھنے کا ایک بارپھر موقع مل گیا۔

آج کا دن میری زندگی کا کوئی خاص اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا دن تھا کیونکہ آج ہی میری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات بھی تھی۔ ملاقات کے وقت جب میں حضور انور کے دفتر کے باہر کھڑا تھا اپنے دوستوں سے بات ہو رہی تھی کہ اگر یہاں ابھی اسی وقت آئیں تو کیا نظارہ ہوگا۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ حضور انور تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا اور سیدھا بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور دعا کے بعد حضور انور نے واپس اپنے دفتر میں تشریف لا کر اپنی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضور انور سے ملاقات کا بھی عجیب ہی نظارہ تھا۔ایک بات میں یہاں کہنا چاہوں گا کہ حضور انور کا نورانی چہرہ جو حقیقت میں نظر آتا ہے وہ ہم کبھی ٹی وی پر دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اتنا نور کہ کسی کی مجال نہیں کہ آنکھیں اٹھا کر حضور کا چہرہ دیکھ سکے۔ ملاقات سے پہلے بڑی خواہش تھی کہ حضور انور کو جی بھر کے دیکھنا ہے یہ موقع زندگی میں پہلی دفعہ آیا ہے اور پھر پتا نہیں کب آئے اس لئے آج ہی دیکھ لوں جتنا ہو سکے۔ لیکن مجال ہے کہ آنکھوں نے ہمت پکڑی ہو حضور انورکو دیکھنے کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تبرک بھی عنایت فرمایا۔

حضور انور کے بارے میں میری ڈیوٹی والی جگہ پر جو جنریٹر والے دو لڑکے تھے۔(ایک ہندو اور ایک عیسائی تھا) کہتے ہیں ہمارے قادیان میں سکھوں کے بڑے بڑے گرو آتے ہیں۔ صاف ستھرے چہرے اور لمبی لمبی داڑھیوں والے ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کے جو خلیفہ آئے ہیں بہت خوبصورت ہیں اور بہت نور والے

ہیں۔ان سے پہلے کوئی اتنا خوبصورت نہیں آیا۔

میں نے قادیان میں 15 دن قیام کیا۔ جلسہ کے 3 دن تو بابرکت تھے ہی کیونکہ حضور انور کے تین خطابات تھے میں نے تینوں خطابات جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سنے تھے۔ باقی 12 دن بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے دن تھے۔نمازوں کے علاوہ کہیں نہ کہیں حضور انور کا دیدار ہو جاتاتھاجب معلوم ہوتا کہ حضور انور فلاں جگہ تشریف لا رہے ہیں تو میں بھی وہاں پہنچ جاتا۔ روز صبح نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کی توفیق ملتی تھی۔ یہ 15 دن خدا تعالیٰ کی رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنے کے دن تھے۔ جب بھی وہ دن یا د آتے ہیں میں خدا تعالیٰ کے پیارے مسیح کی اس پیاری بستی میں چلا جاتا ہوں اور خیالوں میں اس بستی کے نظاروں سے پھر تازہ دم ہو جاتا ہوں جیسے ابھی وہاں سے ہو کے آیا ہوں۔

****

ماشاءاللہ کا درست استعمال

اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا (بنی اسرائیل:31)

بے شک تیرا رب دست کشادہ کرتا ہے جسے چاہے اور تنگ دست کرتا ہے جسے چاہے۔بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کا بڑا خبردار دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ۔جن کو خدا نے کشادہ روزی دی ہے ان پر حسد نہیں کرناچاہئے بلکہ مَاشَآءَاللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہئے اور جیسے کسی عمدہ پھول کو دیکھ کرخوش ہوتے ہیں ،اسی طرح خدا دادنعمت والے کودیکھ کر خوش ہونا چاہئے۔ وَیَقۡدِرُ جن کو تنگ روزی دی ہےان کو حقارت سے نہیں دیکھنا بلکہ کثرت سے استغفارپڑھنا اور گناہوں سے بچنا۔''

(درس قرآن کریم زیرآیت بنی اسرائیل:31)

اطلاعات اعلانات

تقریب آمین

مکرم ملک اللہ بخش واقف زندگی تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے چار نواسے/پوتے واقفین نو بچوں کی پہلی دفعہ قرآن کریم ناظرہ مکمل کرنے پر مورخہ 21 دسمبر 2019ء بروز ہفتہ کراچی میں سمندر کی سیر کرتے ہوئے کشتی پر تقریب آمین منعقد ہوئی۔

عزیزہ لبنہ طاہر بنت طاہر احمد ملک نے 5سال کی عمر میں قرآن ختم کیا۔

عزیزہ مناہل عمران بنت عمران احمد ملک نے 5سال اور سلمان احمد نے 6سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کیا اسی طرح حسان احمد ابن رضوان احمد نے بھی 5سال کی عمر میں قرآن کریم کا دور مکمل کیا۔ان بچوں کو قرآن کریم ان کی والدہ صاحبہ نے پڑھایا تھا۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے،ترجمہ سیکھنے اور قرآنی احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

****

بہاولپور کا لال سوہانرہ پارک

کالے ہرن اور راج ہنس کا مسکن

عادل منصورعلی

کالا ہرن اگر کسی شکاری کو دوڑ میں پیچھے نہیں چھوڑ سکتا تو وہ صرف چیتا ہے۔ برصغیر میں مغل دور میں کالے ہرن کے شکار کے لیے چیتے پالے جاتے تھے۔ ایک کھیل جسے 'کورسنگ' کہا جاتا ہے اس میں چیتے کو کالے ہرن پر چھوڑ جاتا تھا۔

تیکھے نین نقش اور منفرد رنگت والے اس غزال کی کبھی اس خطے میں بہتات تھی۔ اس دور میں آٹھ سے دس ہزار کالے ہرنوں پر مشتمل غول نظر آنا عام سی بات تھی۔ اب 30 سے 50 بھی اکٹھے نظر آ جائیں تو بڑی غنیمت ہو گی۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق برصغیر کے اس خطے میں سنہ 1947ء میں ان کی تعداد 80 ہزار تھی جو کم ہو کر 1964ء میں آٹھ ہزار پر آ گئی۔ تاہم بحالی کی کوششوں کے بعد اب دوبارہ ان کی تعداد 25000 کے قریب ہو چکی ہے۔

شکار کی روایت اور قدرتی مسکن کی عدم دستیابی نے بہرحال پاکستان میں کالے ہرن کو مکمل طور پر ناپید کر دیا۔ ضلع بہاولپور میں چولستان کے صحرائی علاقے میں اس کی بہتات ہوا کرتی تھی۔

مگر اب بھی پاکستان میں ایک جگہ ایسی ہے جہاں آپ اس کو قدرتی ماحول میں دیکھ سکتے ہیں۔ بہاولپور شہر سے 30 کلو میٹر دور لال سوہانرہ نیشنل پارک واقع ہے۔ ایک لاکھ 62 ہزار ایکڑ سے زائد رقبے پر پھیلے اس پارک میں 70 ایکڑ پر کالے ہرن کا حصہ بنایا گیاہے۔

یوں تو آپ ایک پورا دن کالے ہرن کے ساتھ بھی گزار سکتے ہیں مگر لال سوہانرہ میں تفریح کے مواقع اور بھی ہیں۔ جنوبی ایشیا کے چند بڑے پارکوں میں شامل اسی پارک میں کالے راج ہنس کی افزائش نسل بھی کروائی جاتی ہے۔

ہرن کی ایک اور قسم چنکارہ بھی یہاں آپ کو دوڑتے اور پھدکتے ملیں گے۔ بچوں کے لیے تفریح کا خاطر خواہ بندوبست ہے۔ یہاں پانی کی قدرتی جھیلیں بھی موجود ہیں جہاں جانے کے لیے آپ کو ایسے راستے سے گزرنا پڑتا ہے کہ سفاری جیسا ماحول بن جاتا ہے۔

دن کا پہلا حصہ: ہیرو اور 446 کالے ہرن

آپ لال سوہانرہ میں ایک بہترین تفریحی دن گزار سکتے ہیں۔ کالا ہرن یہاں کی بنیادی کشش ہے۔ جب آپ یہاں آئیں تو سیدھے اس کے انکلوژر چلے آئیں۔ یہ انکلوژر سنہ 1972ء میں امریکہ اور ہالینڈ کے بچوں کی جمع پونجی سے بنا تھا۔

لال سوہانرہ نیشنل پارک کے ضلعی فارسٹ آفیسر اعجاز احمد نے ہمیں بتایا کہ اس انکلوژر میں 446 کالے ہرن موجود ہیں۔ انھیں قدرتی ماحول فراہم کیا گیا ہے جہاں ان کی افزائش نسل بھی ہوتی ہے۔

آپ جب یہاں آئیں تو ہیرو سے ضرور ملیے گا۔ یہ ہماری لال سوہانرہ کی کہانی کے مرکزی کردار ہیں۔ یہاں تمام ہرن بے نام ہیں اس لیے ان کا نام ہم نے از خود تجویز کیا، آپ اپنی پسند سے رکھ سکتے ہیں۔ تاہم قوی امکان ہے کہ آپ کا ہیرو بھی وہی ہو جو ہمارا تھا۔ آپ انکلوژر میں داخل ہوں تو بالکل سامنے ہی آپ کو کالے ہرن چارا کھاتے اور دھوپ سینکتے نظر آئیں گے۔

وہاں کچھ وقت گزار کر آپ بائیں جانب راستے پر ہو لیں۔ آپ ایک چبوترے پر پہنچیں گے، ہیرو آپ کو سامنے ہی مل ے گا۔ اس نے اپنا علاقہ متعین کر رکھا ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا ہو گا اور اس کے ارد گرد کوئی دوسرا نر نظر نہیں آئے گا۔ اگر آئے گا تو پھر اسے ہیرو کے لیے سینگوں کا سامنا کرنا ہو گا۔ ہاں البتہ مادہ جتنی زیادہ آئیں ہیرو اتنا ہی خوش ہوتا ہے۔

دن بھر ہیرو اور اس جیسے دوسرے نر خوراک کھاتے، دھوپ سینکتے اور پھر مادہ کی توجہ حاصل کرنے کے جتن کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ اس دوران تقریباً آٹھ کلومیٹر دور واقع چلڈرن پارک کی طرف جا سکتے ہیں۔

دن کا دوسرا حصہ: کالےراج ہنس اور چنکارہ

یہ وسیع و عریض پارک دوسری بہت سی تفریح گاہوں کی طرح ہی ہے۔ یہاں بچوں کی تفریح کے لیے مصنوعی جھیل میں کشتی کی سواری، چڑیا گھر اور جھولے موجود ہیں۔ آپ کو یہاں کھانے پینے کی اشیا بھی مل جائے گیں۔

تاہم کھانے پینے کا سامان آپ ساتھ لائیں تو یہاں سے نکل کر تقریباً دس کلو میٹر دور ڈیزرٹ برانچ کینال کی دوسری طرف واقع قدرتی جھیلوں کے کنارے بیٹھ کر سکون سے کھانا پینا کر سکتے ہیں۔

مگر اس سے قبل آپ راج ہنس اور چنکارہ سے ملنا مت بھولیے گا۔ چلڈرن پارک میں ان کے انکلوژر واقع ہیں۔ پہلے راج ہنس کا گھر پڑتا ہے۔

ضلعی فارسٹ آفیسر اعجاز احمد کے مطابق یہاں ان کی افزائش نسل ہوتی ہے۔

اس کے بالکل سامنے ایک وسیع و عریض انکلوژر خالی پڑا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک اس میں دو گینڈے ہوا کرتے تھے۔ ان کی موت ہو گئی۔ اس کے پہلو میں چنکارہ کا انکلوژر ہے۔ یہ ہرن قد میں چھوٹا مگر انتہائی پھرتیلا ہے۔ اس کو بھاگتے ہوئے دیکھنا بھی ایک دلفریب نظارہ ہے۔

لال سوہانرہ میں سفاری کی طرز پر تفریح کے لیے بہترین مواقع موجود ہیں۔ مگر اس کے لیے سہولیات کی کمی نظر آتی ہے۔ اس بائیو سفیئر میں موجود پانی کی قدرتی جھیلوں تک سفاری طرز کی کا ایک کچ رستہ جاتا ہے مگر وہاں پہنچ کر آپ کو قدرے مایوسی ہوتی ہے۔

ان دنوں یہاں ہٹ تعمیر کیے جا رہے ہیں جہاں رکنے کا بندوبست ہو گا۔ فی الحال بہتر ہے کہ آپ چٹائیاں اور اپنا کھانا ساتھ لے جائیں اور کسی درخت کی چھاؤں میں جھیل کنارے بیٹھ کر تناول فرمائیں۔

یہاں آپ لال سوہانرہ میں اپنے دن کا دوسرا حصے گزار سکتے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہیں مگر سورج ڈھلنے سے قبل آپ کو واپس کالے ہرن کے انکلوژر پہنچ جانا چاہیے۔ ہیرو اور اس کے ساتھی اب چبوترے کے سامنے جمع ہو چکے ہوں گے۔ یہاں انھیں خوراک کہ طور پر چنے ڈالے جاتے ہیں۔ یہ منظر آپ کے دورے کا حاصل ہو گا۔

دن کا تیسرا حصہ: جب کھانا کُھلتا ہے

کالے ہرن کے انکلوژر کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ مشہور ہے۔ سنہ 1972ء میں 70 ایکڑ کی اس زمین پر بیرونی جنگلہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس طرح کالے ہرن کو جنگلی بلی سے خطرہ رہتا تھا۔ چیتے کی غیر موجودگی میں وہ اس کا بنیادی شکاری ہے۔

پھر امریکہ اور ہالینڈ میں چند بچوں نے اپنا جیب خرچ جمع کر کے جنگلے کے لیے چندہ کیا۔ جنگلے کی تعمیر سے کالا ہرن بھی محفوظ ہو گیا اور جنگلی بلی کو بھی مارنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

ہر شام سونے سے پہلے کالا ہرن چنے کا کھانا کھاتا ہے۔ انکلوژر کا ایک حصہ اس کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ اس میں پکے پلیٹ فارم بنائے گئے ہیں جہاں برتنوں میں انھیں چنے ڈالے جاتے ہیں۔ پاس ہی ایک چبوترے پر سیاحوں کے لیے کرسیاں لگائی گئی ہیں۔

برتنوں میں چنے ڈالتے وقت ہرنوں کو ایک طرف روک لیا جاتا ہے۔ جیسے ہی کھانا کھلنے کا اشارہ ہوتے ہیں، سینکڑوں کی تعداد میں یہ غزال چونکڑیاں بھرتے اس طرف لپکتے ہیں۔ ایک گھمسان ہوتا ہے۔ ہمارا ہیرو بھی اس میں کہیں گم ہو گیا۔ آپ آئیں تو اسے تلاش کیجیے گا۔ ماخوذاز:

www.bbc.com/urdu/pakistan-50921057

شکیل احمد۔ٹوگو

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ٹوگو

اللہ جماعت احمدیہ ٹوگو کو مورخہ 27,28 اور 29 دسمبر 2019ء اپنا 11واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔امسال جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ پہلی دفعہ جلسہ کا انعقاد جلسہ کے لئے لی گئی جگہ پر ہوا۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت مہدی آباد عطا فرمایا۔جلسہ کے لئے تیاری کا کام ایک ماہ قبل ہی شروع کر دیا گیا تھا۔مختلف جماعتوں سے آئے خدام نے وقار عمل کر کے نہایت محنت کے ساتھ زمین کی صفائی کی جو کہ ایک جنگل کی طرح تھی ۔ جلسہ گاہ کی تیاری 23 دسمبر کو شروع کی گئی۔ جس میں خدام نے وقار عمل کر کے جلسہ گاہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ تیار کیا نیز بینرز اور جھنڈیوں سے جلسہ گاہ کو سجایا۔اسی طرح لجنہ اماء اللہ کے ذمہ حسب سابق حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مہمانوں کے بعام کی تیاری کی ڈیوٹی سپرد کی گئی جس کا آغاز 25 دسمبر کو ہوا۔26 دسمبر کو بعد از دوپہر مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیاجن کی رجسٹریشن اور رہائش کا انتظام بر وقت مکمل کر لیا گیا ۔

اس دفعہ جلسہ سالانہ کا موضوع ’’رواداری، انسانیت کی ضرورت ‘‘تجویز کیا گیا تھا چنانچہ اسی مناسبت سے تمام پروگرام ترتیب دئیے گئے۔

27 دسمبر 2019ء

27 دسمبر کودن کا آغاز با جماعت نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ’’نمازبا جماعت کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر درس ہوا۔دوپہر 12:30 پر نماز جمعہ ادا کی گئی بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ تمام حاضرین جلسہ نے براہ راست سنا۔

3:30بجے دوپہر مکرم عرفان احمد ظفر صدر جماعت ومشنری انچارج ٹوگو نے لوائے احمدیت اور مکرم سوکلو محمد صدر مجلس انصار اللہ ٹوگو نے ٹوگو کا جھنڈا لہرا کر جلسہ کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز کیا ۔اس دوران احباب جماعت باآواز بلند نعرہ ہائے تکبیر اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے رہے۔بعد ازاں تمام احباب نے ٹوگو کا قومی ترانہ پڑھااور اجتماعی دعا کی گئی۔

افتتاحی اجلاس

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم عرفان احمد ظفر صدر جماعت و مشنری انچارج ٹوگو نے کی۔اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے فرانسیسی ترجمہ سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حمدیہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔ نظم کے بعدخاکسار نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر تقریر کی ۔بعد ازاں مکرم صالح میکائیل نے ’’خوف خدا‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد صدر مجلس نے افتتاحی دعا کروائی اور اجلاس کے برخاست ہونے کا اعلان کیا۔

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں احمدی احباب کے ساتھ ساتھ غیر از جماعت مہمانوں نے بھی مختلف موضوعات پر سوالات کئے جن کے جوابات مکرم عبدالرزاق اورمکرم مامابیلو نے دیئے۔ یہ مجلس تقریباً80منٹ تک جاری رہی۔

28دسمبر 2019ء

دن کا آغاز با جماعت نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد’’درود شریف کی اہمیت اور برکات‘‘کے موضوع پر درس دیا گیا۔

دوسرا اجلاس دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز مکرم کریم صاحب نیشنل سیکرٹری مال کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعدمکرم سنسامو جمیل نے ’’نماز کی اہمیت‘‘کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعدمکرم عبدو یعقوبو نے ’’برکات خلافت‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔اس کے بعد نظم پیش کی گئی۔ نظم کے بعدمکرم چیدرے ثاقب نے ’’گھر میں رواداری‘‘کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے ساتھ دوسرے سیشن کا اختتام ہوا۔

تیسرا اجلاس نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اوردوپہر کے کھانے کے بعدتیسرے اجلاس کا آغاز مکرم عبدالرزاق لامبونی مربی سلسلہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعدمکرم کریم عبدالامین نے ’’اسلام میں رواداری‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد شہرکے معزز مہمانوں نےجن میں گورنرکا نمائندہ ،پولیس ،مقامی دیہات کے چیفس اور امام شامل تھے نے اپنے خیالات کا اظہار کیااور جماعت کے امن،رواداری،عدم برداشت اور محبت کے پیغام کو سراہا۔اس کے بعد مکرم وسیم احمد ظفرنے مہمانوں کی موجودگی میں جماعت کا تعارف پیش کیا۔اس کے ساتھ تیسرے سیشن کا اختتام ہوا۔

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد ایک بار پھر مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں احمدی احباب اور غیر از جماعت مہمانوں نے مختلف موضوعات پر سوالات کئے جن کے جوابات مکرم عبدو یعقوبو صاحب اورمکرم طاہر جداما نے دیئے۔ یہ مجلس تقریباً90منٹ تک جاری رہی۔اس کے بعد صدران جماعت، معلمین اور مربیان کرام کی نیشنل صدر صاحب کے ساتھ میٹنگ ہوئی،میٹنگ کے بعد ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

29 دسمبر 2019ء

تیسرے دن کا آغاز بھی با جماعت نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد’’نکاح کی اہمیت‘‘کے موضوع پر درس دیا گیا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت مکرعرفان احمد ظفر نیشنل صدر جماعت ومشنری انچارج ٹوگو ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد’’مالی قربانی‘‘کے عنوان پر مکرم کریم صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے تقریر کی۔اس کے بعد مکرم سوکلو محمد نیشنل صدر مجلس انصار اللہ نے ’’اطاعت والدین‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد مکرم ظفراللہ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ٹوگو نے ٹوگو میں جماعتی مساعی کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

جس کے بعد اسلام احمدیت میں داخل ہونے والے نو مبائعین میں سے چند ایک نے اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آخر میں مکرم عرفان احمد ظفر صدر جماعت و مشنری انچارج ٹوگونے جلسہ میں شامل ہونے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام مہمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے اسلام کے رواداری، برداشت، محبت اور بھائی چارہ کے پیغام کو تمام دنیا تک پہنچانے کی تلقین کی اور آپس میں بھی رواداری ،برداشت ،پیار، محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔اس کے بعد آپ نے پر سوز دُعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔جلسہ کے اختتام پر احباب نے لوکل زبانوں میں نظمیں اورترانے پڑھے۔

حاضری: امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 900 افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے جن میں ایک بڑی تعداد نومبائعین اور غیر از جماعت مہمانوں کی بھی شامل تھی۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر کوریج

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے تو اس کی برکات حاصل کرتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ میڈیا کی بدولت ہزاروں افراد تک پیغام پہنچ جاتا ہے۔امسال بھی ٹی وی، ریڈیو،اخبارات اور آن لائن پیجز کے نمائندوں نے جلسہ میں شرکت کر کے رپورٹس تیار کیں اور انہیں اپنے پروگراموں میں متعدد بار نشر کیا۔ سرکاری اخبار اور نجی اخبارات نے احمدیت اور جلسہ سالانہ کے تعارف پر مشتمل رپورٹس شائع کیں۔جبکہ 4 ریڈیوز پر جماعت اور جلسہ سالانہ کے تعارف پر خبریں نشر ہوئیں ۔اس کے علاوہ متعدد آن لائن پیجز پر بھی جلسہ سالانہ اور جماعت کے بارہ میں خبریں شائع ہوئیں۔

قارئین کی خدمت میں شاملین جلسہ اور تمام کارکنان کے لئےعاجزانہ درخواست دعا ہے۔

****

اوقات سحر و افطار

27 فروری 2020ء

مقام	وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ	05:29	18:24
مدینہ منورہ	05:31	18:22
قادیان	05:37	18:24
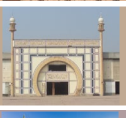 ربوہ	05:17	18:04
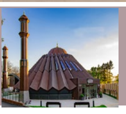 اسلام آباد ٹلفورڈ	05:03	17:39